تحفۂ معراج

اقامتِ صلواۃ کے مفہوم اور اسوۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق ادا شدہ نماز انسان کے لیے دعاء کرتی ہے کہ جس طرح تو نے مجھے مکمل طہارت، حضورِ قلب، نہایت خشوع وخضوع اور اتمام رکوع وسجود کے ساتھ بروقت ادا کیا اور میری حفاظت کی، اللہ کریم تیری بھی حفاظت فرمائے:

"مَنْ صَلَّى الصَّلَوَاتِ لِوَقْتِهَا وَأَسْبَغَ وُضُوءَهَا وَأَتَمَّ لَهَا قِيَامَهَا وَخُشُوعَهَا وَرُكُوعَهَا وَسُجُودَهَا خَرَجَتْ وَهِيَ بَيْضَاءُ مُسْفِرَةٌ تَقُولُ حَفِظَكَ اللهُ كَمَا حَفِظْتَنِي" (طبرانی)

"جس نے نمازیں بروقت ادا کیں، وضو ٹھیک طرح سے کیا، قیام رکوع وسجود پورے کیے، خشوع وخضوع کے ساتھ نماز ادا کی، تو ایسی نماز روشن اور تابناک صورت میں ظاہر ہو کر کہتی ہے، اللہ کریم تیری بھی اسی طرح حفاظت فرمائیں، جس طرح تو نے میری حفاظت کی!"

ایسی نماز ادا کرنے سے انسان کے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں — یوں، جیسے دن میں پانچ مرتبہ غسل کرنے سے بدن میل کچیل سے پاک ہو جاتا ہے —

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک موقع پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا هَلْ يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ قَالُوا لَا يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ قَالَ فَذَالِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا"

(متفق علیہ، بحوالہ مشکوٰۃ، کتاب الصلوٰۃ)

"دیکھیے، اگر آپ میں سے کسی کے (گھر کے) دروازے کے سامنے ایک نہر جاری ہو، وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرے، تو کیا اس کے بدن پر کوئی میل کچیل باقی رہے گا؟" صحابہ کرامؓ نے عرض کی "نہیں، اس کے بدن پر کوئی میل کچیل باقی نہیں رہے گا!" آپؐ نے فرمایا "یہ پانچوں نمازوں کی مثال ہے، اللہ تعالیٰ (بعینہٖ) ان سے خطاؤں کو مٹا ڈالتے ہیں!"

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دفعہ پت جھڑ کے موسم میں ایک درخت کی دو ٹہنیاں ہاتھ میں لیں، ان کے پتے جھڑنے لگے، تو ارشاد فرمایا:

"اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَيُصَلِّى الصَّلٰوةَ يُرِيْدُ بِهَا وَجْهَ اللهِ فَتَهَافَتُ عَنْهُ ذُنُوْبُهُ كَمَا تَهَافَتُ هٰذَا الْوَرَقُ عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ"

(احمد، بحوالہ مشکوٰۃ، کتاب الصلوٰۃ)

"ایک بندۂ مسلم جب اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی خاطر نماز ادا کرتا ہے، تو اس کے گناہ یوں جھڑتے ہیں، جیسے پتے اس درخت (کی ٹہنیوں) سے جھڑتے ہیں!"

صرف یہی نہیں، بلکہ فرمایا: ایسی نماز قیامت کے دن نور کا سبب بنے گی:

"مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهٗ نُوْرًا وَّبُرْهَانًا وَّنَجَاةً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ.

الحدیث!" ـــــ (ایضاً)

"جس نے نماز پر محافظت کی، تو (یہ نماز) روزِ قیامت اس کے لیے نور و برہان اور نجات کا باعث ہوگی!"

قرآنِ مجید میں ہے کہ نماز کی وجہ سے انسان قیامت کی ہولناکیوں اور ہر قسم کے خطرات سے محفوظ رہے گا:

"اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ج وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ"

(البقرۃ: ۲۷۷)

"بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے، صالح اعمال کیے، نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی، ان کے لیے ان کے رب کے نزدیک اجر (عظیم) ہے، اور (روزِ قیامت)

ان پر نہ کچھ خوف ہوگا، اور نہ وہ غمگین ہوں گے !"

اس کے برعکس جو شخص اقامتِ صلوٰۃ کے مفہوم اور اسوۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف نماز ادا کرتا ہے ــــ مناسب وقت کی بجائے بے وقت، اور اطمینان کی بجائے جلدی جلدی نماز ادا کرتا ہے، تو ایسی نماز بارگاہِ ایزدی میں مقبول نہیں۔ ایسی نماز کو "نقرۃ" (کوے کی ٹھونگوں) سے تعبیر کیا گیا، اور ایسے نمازی کو منافق گردانا گیا ہے:

"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تِلْکَ صَلٰوۃُ الْمُنَافِقِ یَجْلِسُ یَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰی اِذَا اصْفَرَّتْ بَیْنَ قَرْنَیِ الشَّیْطٰنِ قَامَ فَنَقَرَ اَرْبَعًا لَّا یَذْکُرُ اللّٰہَ فِیْھَا اِلَّا قَلِیْلًا" (مسلم، بحوالہ مشکوٰۃ، باب تعجیل الصلوٰۃ)

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ منافق کی نماز ہے، بیٹھا سورج کی انتظار کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ جب زرد ہو کر یہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہو جاتا ہے، وہ اٹھتا ہے، اور چار ٹھونگیں لگا کر (فارغ ہو جاتا ہے) وہ نماز میں اللہ کا ذکر بہت تھوڑا کرتا ہے !"

افسوس، آج اکثر لوگوں کی نمازِ عصر کا، دیدہ و دانستہ، اصل وقت ہی یہ ہے۔ فانّا لِلّٰہ و انّا الیہ رَاجِعُوْنَ !

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی حفاظت نہ کرنے والے کے لیے سخت وعید سنائی ہے، آپؐ کا ارشادِ گرامی ہے کہ:

"مَنْ لَّمْ یُحَافِظْ عَلَیْھَا لَمْ تَکُنْ لَّہٗ نُوْرًا وَّلَا بُرْھَانًا وَّلَا نَجَاۃً وَّ کَانَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَھَامَانَ وَاُبَیِّ بْنِ خَلَفٍ"

(احمد، دارمی، بیہقی فی شعب الایمان، بحوالہ مشکوٰۃ، کتاب الصلوٰۃ)

"جو شخص نماز پر محافظت نہیں کرتا، یہ اس کے لیے نور و برھان اور نجات کا سبب نہیں بنے گی ــــ روزِ قیامت ایسا شخص قارون و فرعون و ہامان و ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا"

اعاذنا اللہ منہ ــــ قرآنِ حکیم نے مذکورہ اشخاص کے لیے ظالم، فاسق، مفسد، متکبر اور کافر وغیرہ ایسے الفاظ استعمال فرماتے ہیں، ایسے لوگوں کی معیت میں نورانیت کہاں؟ جب کہ مالکِ حقیقی کے دربار میں جبینِ نیاز جھکانے والے کے ظاہر و باطن میں نورانیت ہوتی

ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنی امت کو وضو کی وجہ سے چمکتے ہوئے اعضاء کی بناء پر پہچان لوں گا (احمد، بحوالہ مشکوٰۃ، کتاب الطہارۃ)۔ لیکن برا ہو بدعت کا، کہ اس کے رسیا لوگ مذکورہ شناخت کے باوجود حوضِ کوثر پر جانے سے روک دیئے جائیں گے، ان کے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک دیوار حائل ہو جائے گی، اور یہ لوگ خود حضورؐ کی زبانِ مبارک سے آپؐ کی تمام تر شانِ رحمت کے باوجود "سُحْقًا سُحْقًا لِّمَنْ غَيَّرَ بَعْدِیْ" یعنی "دوری ہو، دوری ہو اس کے لیئے جس نے میرے بعد میرے دین کو (اس میں بدعات داخل کر کے) بدل دیا" کی صدائیں سنیں گے۔

(متفق علیہ، بحوالہ مشکوٰۃ، باب الحوض والشفاعۃ)

حالانکہ اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق جب مومن وضو کرتا ہے تو وضو کے اعضاء دھوتے وقت ہر ہر عضو سے اس کے گناہ جھڑ جاتے ہیں (نسائی، بحوالہ مشکوٰۃ، کتاب الطہارۃ)۔ یہاں تک کہ مکمل وضو کے بعد جب وہ کلمۂ شہادت "اشھد ان لآ الٰہ الّا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ واشھد انّ محمدًا عبدہٗ ورسولہٗ" پڑھتا ہے تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ پھر وہ جس دروازے سے بھی چاہے، جنت میں داخل ہو۔

(مسلم، بحوالہ مشکوٰۃ، کتاب الطہارۃ)

تکمیلِ وضو کے بعد جب مومن دربارِ الٰہی میں پہنچ کر قیام کے لیے "اللہ اکبر" کہتا ہوا ہاتھ اٹھاتا ہے، تو یہ گویا اس بات کا اظہار ہوتا ہے کہ اس نے ہمہ تن اپنے آپ کو اللہ رب العزت کے سپرد کر دیا ہے۔ وہ رب کے سامنے ہاتھ باندھ کر رب العالمین کی حمد و ستائش کرتا ہے، اس کی کبریائی بیان کرتا اور اس کی شانِ رحیمی کے حوالے سے اس سے امداد و اعانت کا متمنی ہوتا ہے۔ اسے اس حال میں دیکھ کر ربّ غفور و رحیم "وَلِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ" (مسلم، بحوالہ مشکوٰۃ، باب القرأۃ فی الصلوٰۃ) کا اعلان فرماتے ہیں۔ تب یہ بے چین و مضطر انسان انعام یافتہ لوگوں کے راستہ کا طلبگار ہوتا ہے، "مغضوب علیہم" اور "ضالّین" کی راہ سے بچنے کا سوال کرتا، اور "آمین" (متفق علیہ، بحوالہ مشکوٰۃ، باب القرأۃ فی الصّلوٰۃ) کہہ کر اس التجا کی قبولیت کا خواہش مند ہوتا ہے۔ اس کے بعد مثلاً "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ — الخ!" پڑھ کر توحید کے سمندر میں غوطہ زنی کرتا ہے، اور جملہ معبودانِ باطلہ کی نفی کر کے اس ذاتِ صمدی کی وحدانیت کا اقرار کرتا ہے کہ جس کی برابری کرنے والا کوئی بھی نہیں ہے؟ —

پھر اس ذاتِ کبریا کی بڑائی بیان کرتا ہوا جھک جاتا ہے۔ بحالتِ رکوع، خود کو انتہائی کمزور سمجھتے ہوئے، مالکِ حقیقی کی عظمت کا عملاً اعتراف کرتا ہے، اور زبان سے بھی متعدد مرتبہ:—

"سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ"

(متفق علیہ، بحوالہ مشکوٰۃ باب الرکوع)

"سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ"

(مسلم، بحوالہ مشکوٰۃ، باب الرکوع)

"سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ" (ترمذی، ابوداؤد، دارمی، بحوالہ مشکوٰۃ، باب الرکوع)

—— کا ورد کرتا ہے۔ اس کے بعد سر اٹھاتے ہوئے، امید و رجا، اور وثوق سے یوں گویا ہوتا ہے:

"سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" (مسلم، بحوالہ مشکوٰۃ، باب الرکوع)

یعنی اللہ کریم نے اس عاجز و نادار بندے کی بات سُن لی، جس نے اس کی حمد بیان کی!

—— پھر "اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ"

(بخاری، بحوالہ مشکوٰۃ، باب الرکوع) ——————

وغیرہ مسنون الفاظ کے ذریعے ذاتِ کبریا کی حمد بیان کرتے ہوئے اس کی رضامندی کا طالب ہوتا ہے۔ اس کے بعد بڑائی بیان کرتا ہوا اپنی پیشانی مالکِ حقیقی کے در پر رکھ دیتا ہے، اور نہایت عاجزی و انکساری سے "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى" یا دیگر مسنون تسبیحات پڑھتا ہے (دیکھیے مشکوٰۃ، باب السجود) —— ندامت کے آنسو بہاتا ہوا، اپنے صغائر و کبائر، ظاہر و پوشیدہ، اگلے اور پچھلے گناہوں کی معافی کا طالب ہوتا ہے۔ پھر تکبیر کہتے ہوئے سر اٹھاتا اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھ کر التجا کرتا ہے:

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ"

(ابوداؤد، ترمذی، بحوالہ مشکوٰۃ، باب السجود)

"الٰہی مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، ہدایت و عافیت اور رزق (حلال) عطا فرما!"

پھر دوبارہ "اللہ اکبر" کہہ کر سجدہ ریز ہو جاتا ہے اور تسبیحات پڑھتا، عفو و کرم کی درخواست کرتا ہے —— اسی ہیئت پر اپنی باقی رکعات پوری کر کے آخر میں دو زانو، مؤدب بیٹھ کر یہ حلف نامہ پیش کرتا ہے کہ الٰہی! زبان تو نے عطا فرمائی، لہٰذا زبانی حمد، تسبیح، تہلیل، تمجید،

ذکراذکار صرف تیرے لیے ! ـــــ الٰہی ! جسم تو نے عطا فرمایا، لہٰذا میرا قیام، رکوع، سجدہ اور دیگر تمام بدنی عبادتیں صرف تیرے لیے ! ـــــ الٰہی ! مال تو نے عطا فرمایا، لہٰذا میری قربانی، نذر نیاز، صدقات و خیرات وغیرہ جملہ مالی عبادتیں صرف تیرے ہی لیے ہیں ـــــ اس کے بعد اقرار نامہ پیش کرتا ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عبدیت و رسالت کا اقرار کرتا ہے، نیز آپؐ پر سلام و رحمت و برکت کی دعاء کرتا ہے ـــــ اپنے لیے اور عبادِ صالحین کے لیے سلامتی کی درخواست کرتا ہے ۔ اس کے بعد ہادیٔ برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود کا تحفہ پیش کرتا ہے ـــــ پھر اپنے لیے دین و دنیا کی بھلائی، مومنین، والدین، اولاد اور اپنے لیے عفو و کرم کی درخواست کرتا ۔ عذابِ قبر، عذابِ جہنم، مسیح دجّال، اَرذل العمر، فتنۂ حیات و ممات سے پناہِ خداوندی کا طالب ہوتا ہے ۔ غرضیکہ اس وقت انسان مناجات کے انتہائی اور آخری مراحل میں ہوتا ہے ۔ اپنے مالکِ حقیقی کے خزانوں سے ہر اس چیز کا طالب ہوتا ہے، جس کی اسے ضرورت ہوتی ہے ـــــ تب اپنے دامن کو فیضانِ الٰہی سے پُر کر کے "السلام علیکم و رحمۃ اللہ" کہتا ہوا نماز سے فارغ ہو جاتا ہے !

ـــــ تاہم اسی انداز میں مؤدب و دو زانو بیٹھ کر انتہائی تذلّل کے ساتھ اللہ مالک الملک کی کبریائی بیان کرتا ہوا اپنی نماز میں کوتاہی و سُستی پر استغفار کرتا ہے اور اپنی دنیا و عقبیٰ کی بھلائی اور بہتری کے لیے دعائیں مانگتا ہے ـــــ جب انسان ایسے انداز میں نماز ادا کرتا ہے تو محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ رسالت ترجمان سے یہ خوشخبری لیتا ہے کہ :

"ما من مسلم توضّأ فاحسن الوضوء ثمّ صلّٰی صلوٰۃ یحفظها و یعقلها الّا دخل الجنّة !" (طبرانی، منتخب کنز العمال علیٰ حاشیہ مسند احمد، بحوالہ خطباتِ محمدی از مولانا محمد جوناگڑھی ج ۳ ص ۸۸)۔

کہ "جو شخص سنت کے مطابق اچھی طرح وضو کرے، پھر دل لگا کر حفاظت سے اور سمجھ کر نماز ادا کرے، وہ جنت میں داخل ہو گیا"

ـــــ اللّٰهم وفّق لنا لما تحبّ و ترضٰی ـــــ آمین !